محمد عمر فاروق

اللہ نہ کرے ...... !

اکیسویں صدی کا پہلا سال اختتام پذیر ہو چکا۔ یہ سال بھی اپنی ہنگامہ خیزیوں اور حشر سامانیوں میں پچھلے برسوں سے کم نہ تھا۔ سائنس آسمان کی وسعتوں کی تسخیر کے ہوشربا کارنامے انجام دیتی رہی۔ مگر زمین پر رہنے والوں کی مشکلات اور تکلیفوں کو سکون واطمینان میں بدل دینے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جمہوریت، کمیونزم، سوشلزم اور کیپٹل ازم کے دعویدار اپنے اپنے ملکوں کے عوام کو عوامی حقوق کے نام پر لوٹتے رہے اور غیر فطری مذاہب اور لادینیت کے علمبردار کبھی خدا کے نام پر اور کبھی سیکولرازم کے نعروں سے انسانیت کو ورغلاتے رہے اور اپنے مفادات سمیٹتے رہے۔ دنیا کو گلوبل ویلیج قرار دینے والے ''مہذب'' نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کیلئے کوشاں رہے اور اپنے مقاصد کے حصول کیلئے انہوں نے انسانیت کی روح کو چھلنی اور اس کے وجود کو لہولہان کر ڈالا۔ اور اب جدیدیت کے یہ نام لیوا انسانیت کو پامال کر چکنے کے بعد اس کے زخم زخم وجود پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑنے کے درپے ہیں۔ لیکن جن خاک نشیں طالبان نے اللہ کی دھرتی کو عدل وانصاف، امن، سکون اور عافیت بخشی وہ ''روشن خیال'' امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے نزدیک دہشت گرد، انتہا پسند، بنیاد پرست، تاریک خیال، دقیانوس اور کٹھ ملا گردانے گئے اور نتیجہ کار خاک وخون میں نہلا دیئے گئے۔

طالبان کی پسپائی کے بعد افغانستان کی سرزمین پر جس طرح خواتین کی عزتیں برباد کی گئیں، پردے کا مذاق اڑایا گیا، داڑھی کی توہین کی گئی اور اسلامی قوانین اور شعار کی تضحیک ہوئی۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ مقصد طالبان کا خاتمہ نہ تھا بلکہ اسی دین فطرت کی راہ روکنا تھا، جسے عالم کفر اپنے لئے موت سمجھتا ہے اور جس کی بناء پر جان بوجھ کر اسلام اور عیسائیت کو دو تہذیبوں کا ٹکراؤ اور جنگ کہا جارہا ہے۔ صدر جارج بش بھی حالیہ جنگ کو ''صلیبی جنگ'' کہہ چکے ہیں۔ سابقہ صلیبی جنگوں کی طرح اس جنگ میں بھی تمام مسلمان حکمران صلیبیوں کے ہمنوا رہے اور اس معرکے میں صلاح الدین ایوبی کا کردار تنہا ملا محمد عمر کے حصے میں آیا۔ طالبان کی پسپائی پر ہر طرح کے تبصرے اور تجزیے کیے جارہے ہیں۔ طالبان کو رگیدنے والوں کو تو سنہری موقع ہاتھ آیا ہے لیکن طالبان کی یہ جواں مردی اور دلاوری ہی کیا کم ہے کہ انہوں نے عالمی سامراجی قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر دنیا بھر کی مظلوم قوموں کے حوصلے جوان کر دیئے۔ طالبان نے ظلم کے آگے ڈٹ جانے کی وہ عظیم روایت قائم کی جو ہمیشہ حریت پسندوں کیلئے چراغ راہ کا کام دے گی۔ ان کی حمیت و بہادری اور استقامت نے عالم اسلام کے نوجوانوں کو استعماریت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ بخشا کہ امریکہ کو ہر مسلمان پر ''طالبان'' کا گمان کیوں ہوتا ہے؟ وہ جانتا ہے کہ اگر ملا محمد عمر اور اسامہ بن لادن شہید بھی کر دیئے جائیں تو طاغوت کے خلاف جاری یہ تحریک کبھی ختم نہیں ہوگی۔ طالبان ایک نظریاتی وجود اور ایک تہذیب کی علامت تھے، وہ نظریہ اور تہذیب جیسے نظریے قیامت تک باقی رہنا ہے۔ اور جب تک ایک مسلمان بھی کرہ ارض پر موجود ہے، یہ عالمگیر نظریہ (اسلام) کبھی مٹ نہیں سکتا۔ چاہے عالم کفر کتنی ہی بڑی ''سپر پاور'' کی شکل میں مقابل آ جائے۔ اسلام تو وہ

نا قابلِ تسخیر قوت ہے کہ جس کے آگے روم و فارس جیسی ایمپائرز بھی سرنگوں ہونے پر مجبور ہوگئی تھیں۔عہد موجود میں سوویت یونین اسلام کے آگے نہ ٹھہر سکی اور اب وقت کی دوسری فرعونی طاقت امریکہ کی بنیادیں بھی ہلنا شروع ہو چکی ہیں۔ یہ وقت امتِ رسول کی بیداری و یک جائی کا متقاضی ہے، جو ابتلاء آزمائش کی گھڑی مسلمانوں پر اب آئی ہے، شاید ہی کبھی آئی ہو۔تمام کفریہ طاقتیں ایک ہوکر اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کا تہیہ کر کے صف آراء ہو چکی ہیں اور ہماری بدنصیبی اور شامتِ اعمال سے تمام مسلمان حکمران کفر سے مرعوب ہوکر اس کے نہ صرف ہم خیال بلکہ دست و باز و بن چکے ہیں۔انہی تیرہ بخت مسلم حکمرانوں ہی کے تعاون سے صدیوں بعد قائم ہونے والی اسلامی ریاست افغانستان ملیا میٹ کر دی گئی اور اب یہود و نصاریٰ ایک ایک کر کے تمام مسلمان مملکتوں سے اسلام اور مسلمان کو دیس نکالا دینے کیلئے پابہ رکاب ہیں۔اے کاش! ہمارے یہ کلمہ گو حکمران دشمن کی ان بین الاقوامی مسلم کش سازشوں کا ادراک کر سکتے اور ان عالمی غنڈوں کو منہ توڑ جواب دینے کی جرأت ایمانی سے بہرہ ور ہوتے تو یقین جانیے کہ کفر کے یہ فرزندانِ ناہموار چیچنیا، کشمیر، بوسنیا، فلسطین اور افغانستان میں مسلمانوں کے لہو سے ہولی نہ کھیل سکتے۔لیکن بصیرت اور شعور کی محرومی نے ان اقتداریوں کو بے روح جسموں کی مانند کر ڈالا ہے اور وہ محض موم کی ناک بن کر رہ گئے ہیں کہ جب اور جیسا ان کے سرپرست و آقا چاہتے ہیں، یہ اسی صورت سے مڑتے اور ڈھلتے جاتے ہیں اور امتِ رسول کو وحشیوں اور خونخواروں کے آگے ڈال کر اپنے اقتدار کا عرصہ چند مہینوں اور سالوں کیلئے بڑھوا لیتے ہیں۔انہیں اس سے کیا غرض کہ ان کے اعمالِ بد سے اسلام پر کوئی حرف آتا ہے یا مسلمان سامراجی قوتوں کا نوالہ بنتے ہیں۔وقتی اور ذاتی مسرتوں کی خاطر قوم کو غیروں کی غلامی میں جھونک دینے والے شاہانِ وقت اس حقیقت سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں کہ قوم غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دی جائے تو اس کے حکمران بھی کٹھ پتلیوں سے زیادہ اہمیت نہیں پاتے اور جب ان کے بازیگروں کا دل ان سے بھر جاتا ہے تو وہ تفریح طبع کیلئے نئے کھلونے لے آتے ہیں۔اب جبکہ ہندو بنیا، امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی شہہ پر پاکستان کو آگ اور بارود کا میدان بنانا چاہتا ہے، اب بھی مسلم رہنماؤں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو انہیں بربادیوں کی منزلوں کی آخری سیڑھی پر قدم رکھنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔وہ تو طالبان تھے، صاحب ایمان اور سخت جان! جنہوں نے استعمار کو للکارا اور دو ماہ تک امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی، اسلحے، آرمی اور بمباری کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔اور عالم اسلام کو بار بار دہائی دی کہ امریکہ اور اس کے اتحادی، طالبان اور اسامہ کا خاتمہ کرنے نہیں، اسلام کے وجود کو مٹانے کا ارادہ لے کر آئے ہیں۔وقت ان کی سچائی کو ثابت کر چکا ہے اور اب بھارت کی واشگاف دھمکیاں اور پچانوے فیصد فوج کی سرحدوں پر تعیناتی کا اقدام صرف بھارت ہی کا نہیں پورے عالم کفر کا فیصلہ ہے۔اور اب بھی سب کچھ دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود کفریہ طاقتوں سے دستِ تعاون نہ کھینچنا، ملت اسلامیہ کی بربادی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟ ملت اسلامیہ تو اپنے مخلص اور دیانتدار رہنماؤں کی ایک آواز پر سب کچھ لٹانے اور دشمن کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کیلئے ہمہ وقت تیار ہے۔تاریخ کسی ایسے مردِ جری کے مردانہ وار اور جرأتِ مندانہ فیصلے کی منتظر ہے جو ایمان و اخلاص کے ساتھ امت کی راست سمت میں رہنمائی کرے اور کفر کے بخیے اُدھیڑے۔ورنہ وقت کا پہیہ تو ہر دم رواں ہے ایسا نہ ہو کہ اگلے سال کی تاریخ قوم کے بے وفاؤں ہی کے تذکرے سے معمور ہو۔اللہ نہ کرے!